سوال

(687) تشہد اخیری میں حدث ہوجائے تو...؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

شنید ہے کہ بعض کتب فقہ میں مندرج ہے کہ اگر کوئی نمازی فرض یا نفل نماز پڑھ رہا ہو۔ تشہد اخیری میں حدث ہوجائے یعنی وضو ٹوٹ جائے تو اس کی نماز مکمل ہوجاتی ہے اور اُسے دوبارہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیا یہ سچ ہے اور کس حد تک قرآن وسنت سے یہ مسئلہ مطابقت رکھتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

فقہ حنفی میں یہ مسئلہ معروف ہے، کہ تشہد کے اخیر میں مصلّی (نمازی) سے اگر کوئی فعل نماز کے منافی صادر ہوجائے، تو وہ نماز سے فارغ سمجھا جائے گا۔ اس کی بناء انھوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت پر رکھی ہے جس کے الفاظ یوں ہیں:

'إِذَا قُلتَ ہٰذَا: وَقَضَیتَ ہٰذَا۔ فَقَد قَضَیتَ صَلَاتَکَ۔ إِن شِئتَ أَن تَقُومَ، فَقُم۔ وَإِن شِئتَ أَن تَقعُدَ۔ فَاقعُد۔ رَوَاہُ أَحمَدُ، وَأَبُودَاوُدُ، وَالدَّارَقُطنِیّ۔ وَقَالَ: الصَّحِیحُ أَنَّ قَولَہٗ: 'إِذَا قَضَیتَ ہٰذَا، فَقَد قَضَیتَ صَلَاتَکَ، مِن کَلَامِ ابنِ مَسعُودٍ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ)۔ وَفَصَّلَہٗ شَبَابَۃُ، عَن زُہَیرٍ۔ وَجَعَلَہٗ مِن کَلَامِ ابنِ مَسعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ وَقَولُہٗ أَشبَہُ بِالصَّوَابِ مِمَّن أَدرَجَہٗ فَقَد اتَّفَقَ مَن رَوٰی تَشَہُّدَ ابنِ مَسعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ عَلٰی حَذفِہٖ' اَلمُنتَقٰی: بَابٌ فِی کَونِ السَّلَامِ فَرِیضَۃً

یعنی جب تو یہ کہہ دے اور اسے پورا کرے، تو تُو نے نماز مکمل کرلی۔ اگر اٹھنا چاہتا ہے، تو اُٹھ کھڑا ہو اور اگر بیٹھنا چاہتا ہے، تو بیٹھا رہے۔ احمد، اَبوداوٗد اور دار قطنی نے اسے روایت کیا ہے۔ ''دار قطنی'' نے کہا، کہ صحیح بات یہ ہے، کہ ''إِذَا قَضَیتَ ہٰذَا، فَقَد قَضَیتَ صَلَاتَکَ'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کلام ہے اور شبابہ نے زہیر سے جداگانہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام سے بیان کیا ہے اور صاحب ''اَلمُنتَقٰی'' فرماتے ہیں کہ زیادہ درست بات یہی ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جنھوں نے اسے ''مدرج'' قرار دیا ہے اور جن لوگوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تشہد کو ذکر کیا ہے، سب اس کے حذف پر متفق ہیں۔

بلکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اَبوالأحوص کے طریق سے عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو کچھ بیان کیا ہے اس زیادتی کے مخالف ہے۔ فرمایا:

'مِفتَاحُ الصَّلٰوۃِ التَّکبِیرُ، وَانقِضَاؤُہَا التَّسلِیمُ۔ إِذَا سَلَّمَ الاِمَامُ فَقُم، إِن شِئتَ'

''نماز کا آغاز تکبیر سے ہے اور اختتام تسلیم سے۔ جب امام سلام پھیرے اگر تو چاہتا ہے، تو کھڑا ہوجا۔''

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''المعرفۃ'' میں کہا ہے۔ حُفَّاظ اس طرف گئے ہیں، کہ یہ زہیر بن معاویہ کا وہم ہے۔

اورامام نووی رحمہ اللہ نے ''الخلاصۃ'' میں فرمایا: ''اِتَّفَقَ عَلٰی أَنَّهَا مُدرَجة''یعنی سب حفاظ اس بات پر متفق ہیں، کہ یہ جملہ ''مُدرَج'' ہے۔ یعنی کسی راوی نے اپنی طرف سے اس کو حدیث میں داخل کردیا ہے۔ اس کی مؤید ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت مرفوعاً مروی ہے۔

'إِذَا أَحدَثَ الرَّجُلُ۔ وَقَد جَلَسَ فِي آخِرِ صَلَاتِهٖ قَبلَ أَن یُّسَلِّمَ، فَقَد جَازَت صَلَاتُهٗ۔' (رواہ ابوداؤد) سنن الترمذی، باب ما جاء فِي الرَّجُلِ یُحدِثُ فِي التَّشَهُّدِ، رقم:۴۰۸

''یعنی آدمی جب نماز کے اخیر میں سلام پھیرنے سے پہلے بے وضو ہو جائے، تو اس کی نماز درست ہے۔'' لیکن اس کی سند کمزور ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: 'لیس إسنادہ بذاک القوی'۔

اس میں راوی عبدالرحمن (ناقابلِ اعتماد)، جب کہ دوسری طرف فقہاء و محدثین اور اصحاب مذاہب متبوعہ اس طرف گئے ہیں، کہ نماز سے فراغت کے لیے سلام پھیرنا ضروری ہے۔ ان کا استدلال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے۔

'وَ تَحلِیلُهَا التَّسلِیمُ' رواہ الخمسۃ إلَّا النّسائی۔ وَقَالَ التِّرمَذِیُّ: ہٰذَا أَصَحُّ شَیئٍ فِي ہٰذَا البَابِ، وَ أَحسَنُ۔' سنن أبي داؤد، بَابُ الإِمَامِ یُحدِثُ بَعدَ مَا یَرفَعُ رَأسَهٗ مِن آخِرِ الرَّکعَةِ، رقم:۶۱۸

اگرچہ اس روایت میں بھی کلام ہے، لیکن امام شوکانی رحمہ اللہ اس کے طُرق کے بارے میں فرماتے ہیں:

'وَ ہٰذِهِ الطُّرُقُ یُقَوِّی بَعضُهَا بَعضًا۔ فَیَصلُحُ الحَدِیثُ لِلإِحتِجَاجِ بِهٖ۔' نیل الأوطار:۱۷۹/۳

''حدیث ہذا کے بعض طُرق بعض کے لیے تقویت کا باعث ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث قابلِ حجت ہے۔''

اور علامہ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ بحث کے اخیر میں فرماتے ہیں:

'لٰکِنَّ الحَدِیثَ صَحِیحٌ بِلَا شَكٍّ۔ فَإِنَّ لَهٗ شَوَاہِدَ یَرقٰی بِهَا إِلٰی دَرَجَةِ الصِّحَّةِ' إرواء الغلیل:۹/۲

''حدیث ہذا بدونِ شک صحیح ہے۔ اس کے شواہد موجود ہیں، جو اس کو درجہ صحت تک پہنچا دیتے ہیں۔''

دلائل کے اعتبار سے یہی مسلک راجح ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ:585

محدث فتویٰ